مفہوم ولایت

(مختلف تراجم وتفاسیر کی روشنی میں تحقیقی جائزہ)

ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج

سورۃ انفال کی آیت نمبر ۷۲ میں ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے اموال ونفوس کے ساتھ راہِ خدا میں جہاد کیا اور وہ لوگ کہ جنہوں نے انہیں ٹھکانہ دیا اور امداد دی۔ یہی لوگ ایک دوسرے کے اولیاء (سچے رفقاء اور ورثاء) ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ کہ جو ایمان لائے مگر ہجرت (واجب ہونے کے باوجود) نہ کی۔ (یعنی بلا عذر مخالفین کے ساتھ رہنا گوارا کرلیا) تو تمہارے لئے ان کی ولایت (وراثت) میں سے کچھ نہیں۔ جب تک وہ ہجرت نہ کریں۔ البتہ اگر وہ دین کے لئے تم سے کوئی مدد چاہیں تو تم پر ان کی مدد لازم ہے۔ بشرطیکہ وہ اس قوم کے مقابلہ میں نہ ہوں، جن سے تمہارا کوئی معاہدہ (امن ودوستی) ہے۔ اور اللہ ہر اس عمل کا دیکھنے والا ہے، جو تم کرتے ہو۔

اس آیت سے درج ذیل فوائد سامنے آتے ہیں:

۱۔ مؤمن مہاجرین وانصار ایک دوسرے کے اولیاء ہیں۔

۲۔ مؤمن مہاجرین، غیر مہاجرین کی وراثت سے (دارالکفر میں رہنے کی وجہ سے) محروم ہیں۔ اسی طرح اس کے برعکس بھی ہوگا۔

۳۔ مؤمن غیر مہاجرین کے دارالکفر میں ہونے کے باوجود، ملتِ اسلامیہ کے مرکز کی ذمہ داری

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

ہے کہ دینی معاملات میں ان کی مدد کرے۔ بشرطیکہ وہ اس امداد کے طالب ہوں۔ (ظاہر ہے کہ ان کی یہ مدد جہاد کی صورت میں ہوگی۔

۴۔ اگر کافر قوم (ملک) سے مسلمانوں کے مرکز کا کوئی معاہدۂ صلح و امن موجود ہے تو اس صورت میں بقائے عہد تک یہ امداد نہیں دی جاسکتی۔ البتہ عہد کو ختم کر کے مدد کرنا جائز ہوگا جیسا کہ عبدالماجد (دریابادیؒ) نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے۔

فائدہ نمبر۳ کے مفہوم کی مزید تاکید کے لئے آیت مابعد (آیت نمبر۷۳) ملاحظہ ہو:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ ○

ترجمہ: اور جو کفر کرتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے اولیاء ہیں۔ (اے مسلمانو!) اگر تم ایسا نہ کرو گے (یعنی دین میں مدد کے طالبوں کی نصرت و اعانت اور حفاظت و مدافعت، سرپرستی و پشتیبانی، بصورتِ جہاد) تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو جائے گا۔

اس آیت میں اکثر و بیشتر علماء کے نزدیک ''اِلَّا تَفْعَلُوْهُ'' میں ضمیر مفعول کا مرجع وہی نصرت ہے، جس کا ذکر ''فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ'' میں آیا ہے۔

تفسیر جلالین میں ''اِلَّا تَفْعَلُوْهُ'' کا مفہوم **تولی المؤمنين و قطع الكفار** سے اور **تكن فى الارض و فساد كبير** کا معنی بقوۃ الکفر وضعف الاسلام سے کیا گیا ہے۔

تاہم پیش نظر آیت میں لفظ ''اولیاء'' اور ''ولایت'' قابل توجہ ہیں۔

دراصل آیت میں مہاجر و انصار کو ایک دوسرے کا اولیاء قرار دے کر، غیر مہاجرین کو اس ''ولایت'' سے خارج کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس مقام پر ان پر دو لفظوں کی حقیقت سمجھنا بہت ضروری ہے۔ یہ دونوں لفظ اپنے معنی و مفہوم کے اعتبار سے ایک دوسرے سے پیوست نظر آتے ہیں۔ چونکہ یہاں ''مَالَكُمْ مِنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس لئے اگر اس فقرہ میں لفظ ولایت کو سمجھ لیا جائے تو اولیاء کا مفہوم آپ سے آپ واضح ہو جائے گا۔

اردو زبان کے بعض مترجمین نے اس فقرہ میں استعمال ہونے والے لفظ ولایت کو ولایت ہی رہنے دیا ہے۔ اس کا کوئی مفہوم اپنے ترجمہ میں بیان نہیں کیا۔ مثال کے طور پر سید

ابوالاعلیٰ مودودی، امین احسن اصلاحی اور مسعود احمد (امیر جماعت المسلمین) کے تراجم دیکھے جا سکتے ہیں اور اب نمونہ کے طور پر ایک ترجمہ بھی دیکھ لیجئے۔

تو ان سے تمہارا ولایت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ (سید مودودی)

سید مودودی نے لفظ ولایت کو اپنی تفسیر میں بایں الفاظ بیان کیا ہے۔

> ''ولایت کا لفظ عربی زبان میں حمایت، نصرت، مددگاری، پشتیبانی، دوستی، قرابت، سرپرستی اور اس سے ملتے جلتے مفہومات کے لئے بولا جاتا ہے اور اس آیت کے سیاق و سباق میں صریح طور پر اس سے مراد وہ رشتہ ہے جو ایک ریاست کا اپنے شہریوں اور شہریوں کا اپنی ریاست سے اور خود شہریوں کا آپس میں ہوتا ہے۔''(۱)

اس مقام پر مودودی صاحب کا مفہوم ولایت جن جن لفظوں میں بیان ہوا ہے، ان پر ایک نظر پھر ڈال لیجئے۔

حمایت ...... نصرت ...... مددگاری ...... پشتیبانی ...... دوستی ...... قرابت ...... اور سرپرستی وغیرہ ظاہر ہے کہ ان مفہومات میں سے کوئی بھی مفہوم، یہاں نہیں لیا جا سکتا۔ اس لئے کہ اس فقرہ کے بعد کا جو فقرہ ہے۔ وَ اِنِ اسۡتَنۡصَرُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ فَعَلَیۡکُمُ النَّصۡرُ ...... الخ وہ ان مفہومات سے اِبا کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ اگر وہ تم سے نصرت طلب کریں تو تم پر ان کی نصرت فرض ہے۔ لہٰذا ولایت کا یہاں کوئی ایسا مفہوم نہیں لیا جا سکتا، جو ان کی نصرت کے خلاف جاتا ہے۔ اسی لئے خود سید مودودی نے بھی یہاں ولایت کا ان مفہومات میں سے کوئی مفہوم مراد نہیں لیا۔ بلکہ ان کے نزدیک یہاں ولایت سے مراد ''وہ رشتہ ہے، جو ایک ریاست کا اپنے شہریوں سے اور شہریوں کا اپنی ریاست سے اور خود شہریوں کا آپس میں ہوتا ہے۔'' ظاہر ہے کہ اس مفہوم کی رو سے لفظ ولایت، ملکی قومیت/ وطنیت کے سیاسی تصور کو پیش کر رہا ہے اور یوں بحیثیت مجموعی ایک امت کے تصور کی نفی ہو رہی ہے۔ علامہ اقبالؒ وطنیت کے اس سیاسی تصور کے سخت مخالف تھے انہوں نے اپنی ایک نظم میں اسے خلافِ اسلام قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

گفتارِ سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے
ارشادِ نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں : فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے

وہ اس تصور کو شرک سے تعبیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے!
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے

نظارۂ دیرینہ زمانے کو دکھا دے!!
اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملا دے(۲)

لہٰذا اس مقام پر ''ولایت'' کا یہ مفہوم بھی غیر قرآنی معلوم ہوتا ہے۔ بصورتِ دیگر ملکی/ وطنی نیشنلزم کا تصور قرآن سے ماننا پڑے گا جو ناممکن سی بات ہے۔

نیز اسی عدمِ ولایت کی بناء پر مودودی صاحب دارالکفر اور دارالاسلام کے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا وارث قرار نہیں دیتے اور نہ ہی ان کے مابین شادی بیاہ کے قائل ہیں اور قابلِ ذکر بلکہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ ان سب باتوں کو وہ ''اسلام کے دستوری و سیاسی ولایت'' کے تحت مستقل بنیادوں پر تسلیم کرتے ہیں۔(۳)

گویا ان کے نزدیک تفریق ریاست کے سبب (بشرطیکہ وہ دارالاسلام اور دارالکفر ہوں) آج بھی ہر دو ریاستوں کے مسلمان، رشتۂ ازدواج میں منتقل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ دونوں باتیں صحیح نہیں ہیں اور نہ ہی ان باتوں کی پشت پر کوئی نص قطعی موجود ہے۔

اب آپ اردو کے وہ مترجمین دیکھیے جنہوں نے اس مقام پر ''ولایت'' کا معنی رفاقت سے کیا ہے۔ ان میں (۱) محمود حسن صاحب (اسیر مالٹا) (۲) ثناء اللہ امرتسری (۳) فتح محمد خان جالندھری (۴) وحید الدین خان (۵) غلام احمد پرویز (۶) صوفی عبدالحمید سواتی اور (۷) محمد جونا گڑھی شامل ہیں۔

نمونہ کے طور پر محمود صاحب کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

''تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں۔''

یہ ترجمہ دیکھئے اور آیۂ گرامی کا فقرۂ مابعد دیکھئے۔

''وَ اِنِ اسۡتَنۡصَرُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ فَعَلَیۡکُمُ النَّصۡرُ''

بھلا بتائیے کہ وہ لوگ کہ جن کی رفاقت سے مسلمانوں کو کچھ کام نہ ہو۔ پھر ان کی نصرت کا حکم بھی دیا جائے۔ کیا یہ ممکن ہے؟

اسی طرح وہ مترجمین جنہوں نے ''ولایت'' کا معنی دوستی سے کیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ سرسید احمد خان، مرزا حیرت دہلوی، مرزا البشیر الدین محمود (قادیانی) اور محمد علی (لاہوری)

نمونہ کے طور پر سرسید احمد خان کا ترجمہ دیکھئے:

''تو تم کو نہیں ہے ان کی دوستی سے کچھ''

جبکہ مرزا البشیر الدین کے ہاں دوستی کے ساتھ لفظ دلی'' کا اضافہ ملتا ہے۔

ظاہر ہے کہ رفاقت اور دوستی دونوں میں معنی الفاظ ہیں۔ اس اعتبار سے ہمارے نزدیک اس مفہوم کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر رفاقت کے تحت تبصرہ میں پیش کیا گیا ہے۔

اہل تشیع میں حافظ فرمان علی نے ولایت کا معنی سرپرستی سے کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

''تم لوگوں کو ان کی سرپرستی سے سروکار نہیں۔''

مگر تعجب ہے کہ مترجم موصوف نے اپنا حاشیہ وراثت کے مفہوم پر مشتمل لکھا ہے۔(۵) فرماتے ہیں:

''جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ آئے تو مہاجرین و انصار کو باہم ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا۔ اور باہم ایک دوسرے کے وارث بھی ہوئے۔ جب آیۃ اولو الارحام نازل ہوا تو یہ وراثت موقوف ہوئی۔''

ترجمہ میں سرپرستی اور حاشیہ میں وراثت...... اس واضح فرق پر کیا تبصرہ کیا جائے۔

تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کی تفسیر بایں الفاظ کی گئی ہے:

''قیل نزلت الایة فی المیراث و کانوا یتوارثون بالھجرة فجعل اللہ المیراث المھاجرین والانصار دون ذوی الارحام و کان الذی امن ولم یھاجر لم یرث من اجل انه لم یھاجرو لم ینصر و کانوا یعملون بذالک حتیٰ انزل اللہ تعالیٰ و اولو الارحام بعضھم اولی ببعض فنسخت ھذہ الایة و صار المیراث لذوی

الارحام المؤمنين ولا يتوارث اهل ملتين عن ابن عباس والحسن و قتادة و مجاهدو السدی" (۶)

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ ولایت کا معنٰی میراث ہے اور اکثر مترجمین ومفسرین نے اس کا معنٰی وراثت یا میراث سے ہی کیا ہے۔ البتہ ایک ترجمہ میں لفظ ترکہ بھی استعمال کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ وراثت اور میراث ہم معنٰی الفاظ ہیں اور ترکہ میں البتہ قدرے وسعت پائی جاتی ہے۔ یعنی میت جو کچھ چھوڑ جائے وہ ترکہ ہے اور ترکہ ان تمام مفاہیم پر بولا جاتا ہے۔

۱۔ میت اگر مقروض ہے تو ترکہ میں قرضہ ادا کیا جاتا ہے۔
۲۔ میت نے اگر کسی کے حق میں مشروع وصیت کر دی ہے تو وہ بھی ترکہ میں سے نکالی جاتی ہے۔
۳۔ میت نے اگر اپنی اہلیہ کو مہر نہیں دیا ہے تو وہ بھی ترکہ میں سے نکالتا ہے۔
۴۔ خود میت کی تجہیز، تکفین اور تدفین بھی ترکہ میں سے کی جاتی ہے۔

پھر جو کچھ بچ رہے اسے مالِ موروثہ، ورثہ، میراث یا وراثت کہا جاتا ہے اور اسی باقی ماندہ مال پر احکامِ وراثت جاری کئے جاتے ہیں۔ یوں میت کے چھوڑے ہوئے کل مال کو ترکہ کہا جاتا ہے۔ معلوم رہے کہ ہمارے محولہ تمام مترجمین ومفسرین میں احمد رضا خان صاحب بریلوی واحد مترجم ہیں کہ جو ولایت کا ترجمہ ترکہ سے کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

"تمہیں ان کا ترکہ کچھ نہیں پہنچتا۔"

اس ترجمہ کی رو سے فقط تعدیم میراث ہی ثابت نہیں ہوتی، بلکہ تعدیم دین، (قرض) تعدیم مہر، اور تعدیم وصیت، غرض سبھی ثابت ہو جاتے ہیں۔ یوں یہ ترجمہ اپنی جامعیت اور معنویت میں سب سے بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ بلاشبہ یہ ترجمہ رضا صاحب کے تفردات میں داخل کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ (۱) ڈپٹی نذیر احمد صاحب (۲) اشرف علی تھانوی (۳) سید محمد محدث کچھوچھوی (۴) احمد سعید دہلوی (۵) مفتی احمد یار خان نعیمی (۶) عبدالماجد دریا آبادی (۷) احمد سعید کاظمی اور (۸) پیر محمد کرم شاہ الازہری کے ہاں ولایت کا ترجمہ وراثت یا میراث سے کیا گیا ہے۔

نمونہ کے طور پر ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

"تو تم مسلمانوں کو ان کی وراثت سے کچھ تعلق نہیں۔"

وراثت کے لفظ سے مفہوم آیت یہ نکلتا ہے کہ دارالکفر میں رہنے والے مؤمنوں کی وراثت مہاجروں

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

میں جاری نہیں ہوگی (اسی طرح اس کے برعکس ہوگا) خواہ وہ ایک دوسرے کے باپ بھائی کیوں نہ ہوں۔ البتہ احمد رضا خاں صاحب کے ترجمہ کے رو سے اسی مفہوم پر اتنا اضافہ اور کرلیں کہ اگر کوئی کسی کا مقروض ہو، یا کسی کے حق میں وصیت ہو یا اہلیہ کا مہر ہو تو بھی دارالکفر اور دارالاسلام کے مسلمانوں کے مابین یہ تینوں حقوق غیر مؤثر رہیں گے۔ نیز ان میں احکامِ وراثت جاری نہیں ہوں گے۔ (مگر اب یہ احکام منسوخ ہو چکے ہیں) البتہ تفسیر جلالین میں زیر بحث مقرۂ قرآنی کا مفہوم بایں الفاظ درج ہے۔

''فلا ارث بینکم و بینهم ولا نصیب لهم فی الغنیمة ''

(یعنی اے مہاجر مسلمانو!) تمہارے اور غیر مہاجر مسلمانوں کے مابین کوئی میراث نہیں اور نہ ہی ان کے لئے مالِ غنیمت میں سے کوئی حصہ ہے۔

اور الاستاد الدکتور وھبۃ الزحیلی بھی اپنی تفسیر ''التفسیر المنیر فی الشریعة والمنهج '' میں مذکورہ بالا الفاظ ایضاً لکھے ہیں:

گویا ان ہر دو حضرات کے نزدیک میراث کے ساتھ مالِ غنیمت بھی شامل ہے۔ جس میں غیر مہاجرین کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

جبکہ ملا احمد جیون نے آیت مذکورہ کو جس عنوان کے تحت لکھا ہے، وہ یہ ہے:

''ہجرت کی بناء پر جو ورثہ، وراثت سے محروم ہوئے۔'' (۷)

اس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک اس آیت میں ولایت بمعنٰی وراثت ہی استعمال ہوا ہے۔

اسی طرح امام ابن جریر طبری نے بھی اپنی تفسیر میں اور امام عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی القرشی البغدادی (م ۵۹۷ھ) نے بھی اپنی تفسیر زادالمسیر فی علم التفسیر میں ولایت سے مراد میراث کو لیا ہے۔ فرماتے ہیں:

''لَیْسَ بَیْنَکُمْ وَ بَیْنِهِمْ مِیْرَاث''

ولایت کا معنٰی وراثت قرآنی لغت سے بھی ثابت ہے۔ قرآن مجید میں لفظ ''ولی'' بمعنٰی وارث بھی استعمال ہوا ہے۔ سورۃ الاسراء کی آیت نمبر ۳۳ میں ارشاد ہوا۔

و من قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیه سلطاناً ......الخ

اور جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے۔

(فتح محمد جالندھری)

تفسیر جلالین میں بھی لَوَلِیِّهٖ کا معنٰی لوارثہٖ لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ ولایت کا معنٰی وراثت سے کرنا از روئے لغت قرآنِ کریم بھی ثابت ہوا اور یہ ہمارے مؤقف کے حق میں دوسری دلیل ہے۔ پہلی دلیل تو خود نظم کلام سے مستنبط تھی جیسا کہ اوپر گزرا اور اب ہم اپنے مؤقف کے حق میں تیسری دلیل الایات یفسر بعضھا بعض کے تحت سورہ النساء کی آیت نمبر ۷۵ سے پیش کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَالَكُمْ لاَ تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْراً ٥

ترجمہ: اور تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ کی راہ میں قتال نہ کرو یعنی کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے، جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال کہ جن کے لوگ ظالم ہیں اور (اے اللہ!) ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے۔

اس آیت کو دیکھئے اور پھر سورۂ انفال کی آیت نمبر ۷۳ کو دیکھئے اور خود فیصلہ کیجئے کہ جب سورۂ النساء میں مکہ معظمہ کے بے بس اور کمزور مسلمانوں کی مدد کے لئے مدینہ منورہ کے مسلمانوں کو ابھارا جا رہا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ سورۂ انفال میں انہی مسلمانوں کے لئے یہ کہا جا رہا ہو کہ:

تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں۔ (محمود حسن)

تمہارے لئے ان کی کچھ بھی رفاقت نہیں۔ (محمد جونا گڑھی)

تمہاری ان سے ذرا رفاقت نہ ہونی چاہئے۔ (ثناء اللہ امرتسری)

تو ان سے تمہارا رفاقت کا کوئی تعلق نہیں۔ (وحید الدین خان)

تم لوگوں کو ان کی سرپرستی سے سروکار نہیں۔ (حافظ فرمان علی)

تم پر ان کی دوستی کا کوئی حق نہیں۔ (محمد علی لاہوری)

ان سے دلی دوستی کرنا تمہارا کام نہیں۔ (مرزا بشیر الدین محمود قادیانی)

تم کو ان کی رفاقت سے کچھ سروکار نہیں۔ (فتح محمد خان جالندھری)

نہیں آپ لوگوں کا کچھ تعلق ان کی رفاقت سے۔ (صوفی عبدالحمید سواتی)

تو تم کو نہیں ہے ان کی دوستی سے کچھ۔ (سرسید احمد خان)

تو تمہیں ان کی دوستی سے کچھ (کام) نہیں۔ (مرزا حیرت دہلوی) وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ یہ کہ سورۂ انفال کی آیت نمبر ۷۲ میں جن مترجمین نے ولایت کا معنٰی وراثت، میراث اور ترکہ سے نیز لفظ اولیاء کا معنٰی اسی مناسبت سے وارث ہونے سے کیا ہے۔ وہی ہمارے نزدیک زیادہ صحیح اور نظم قرآن کے مناسب اور روحِ قرآنی کے مطابق ہے۔ اس مقام پر اس مطلوب کو پانے کی سعادت جن اردو مترجمین کے حصے میں آئی ہے۔ ان کے اسمائے گرامی ایک بار پھر ملاحظہ ہوں۔

ڈپٹی نذیر احمد دہلوی احمد رضا خان بریلوی اشرف علی تھانوی سید محمد محدث کچھوچھوی

احمد سعید دہلوی مفتی احمد یار خان نعیمی عبدالماجد دریا باری احمد سعید کاظمی

اور پیر محمد کرم شاہ الازہری

اور انگریزی مترجمین قرآن میں پروفیسر شاہ فریدالحق اور عبدالماجد دریا بادی نے اسی مفہوم کو اپنے تراجم میں پیش نظر رکھا ہے۔ نمونہ کے طور پر شاہ فریدالحق کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

"You have no duty to their inheritence"

جبکہ محمد علی لاہوری (۹)، عبداللہ یوسف علی، مارما ڈیوک پکتھال، ڈاکٹر حنیف اختر فاطمی، ڈاکٹر محمد تقی الدین الہلالی و ڈاکٹر محمد محسن خان اور محمد معظم علی کے ہاں ولایت کا مفہوم Protection سے ادا کیا گیا ہے۔ البتہ ایم ایچ شاکر کے ہاں Guardian ship اور آرتھر جے آربری کے ہاں Friendship کے الفاظ لکھے گئے ہیں اور لبنان سے شائع ہونے والے مسلم اسکالرز کے ترجمے میں Responsibility کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا انگریزی تراجم میں ہمارا مختار اور مطلوب ترجمہ عبدالماجد دریابادی اور پروفیسر شاہ فریدالحق کا ہے۔

لفظ ولایت کے معنٰی کے لئے تحقیقاً وراثت کے مفہوم پر اس لئے زور دیا گیا ہے کہ (حدیث مبارکہ کے ساتھ ساتھ) قرآن مجید کے حوالے سے بھی یہ بات ریکارڈ پر آجائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انقلاب آفریں، شخصیت اور نصرتِ الٰہی سے افرادِ امت کی ایسی کایا پلٹ دی تھی جو رہتی دنیا تک اپنی مثال آپ ہے۔ یعنی روئے زمین پر ایسا بے نظیر اور ناقابلِ یقین

منظر، تجربے کی دنیا میں امر کر دیا تھا کہ دو الگ الگ علاقوں کے لوگ، ایک کلمہ پڑھنے کے بعد، ایک دوسرے کے وارث ہو گئے تھے۔ یہ تجربہ اس سے قبل اور اس کے بعد تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے اور آئندہ بھی قاصر رہے گی۔

آیت مذکرہ بالا سے یہ فقہی حکم مستنبط ہوتا ہے کہ اب افرادِ امت ہونے کی بنیاد پر غیر رشتہ دار مہاجرین و انصار کو ایک دوسرے کا وارث قرار نہیں دیا جائے گا اور ضمناً یہ بھی معلوم ہوا کہ دورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قائم ہونے والے اولین اسلامی معاشرہ کا یہ وہ امتیازی وصف ہے کہ جس میں دنیا کا کوئی دوسرا معاشرہ ان کے شریک وسہیم نہیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ تفہیم القرآن، جلد دوئم، حاشیہ نمبر ۵۰، ص ۱۶۱۔ ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۱۹۷۵ء

۲۔ بانگ درا، نظم زیر عنوان وطنیت، ص ۱۶۰۔۱۶۱، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور، ۱۹۷۶ء

۳۔ تفہیم القرآن، جلد دوئم، سورۂ انفال، حاشیہ نمبر ۵۱، ص ۱۶۲، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۷۵ء

۴۔ غلام احمد پرویز نے اپنے مفہوم القرآن میں ولایت کو ''اعانت و رفاقت'' سے تعبیر کیا ہے۔

۵۔ اسی طرح تعجب ہے کہ پیر محمد کرم شاہ الازہری، اپنے ترجمہ میں ولایت کا ترجمہ وراثت سے کرتے ہیں۔ مگر اپنے حاشیہ میں ترجمے سے ہٹ کر تفسیر کرتے ہیں۔ دیکھئے ضیاء القرآن، جلد دوئم، سورۃ الانفال کا حاشیہ نمبر ۹۰۔

۶۔ الشیخ الطبرسی (فتویٰ ۵۴۸) مجمع البیان فی تفسیر القرآن، جلد دوم، ص ۵۶۱، مکتبہ العلمیۃ الاسلامیہ، طہران، سنہ اشاعت ندارد۔

۷۔ تفسیرات احمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ، (اردو ترجمہ) جلد اول، ص ۵۲۳، قرآن کمپنی لمیٹڈ، اردو بازار، لاہور، سنہ اشاعت ندارد۔

۸۔ عبدالماجد دریابادی کا پہلا ترجمہ مع تفسیر کے انگریزی میں ہوا تھا۔

۹۔ محمد علی لاہوری نے بھی اردو ترجمہ وتفسیر سے قبل انگریزی میں ترجمہ وتفسیر کا کام کر لیا تھا!۔

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆